انوارِ رضا
رحمۃ اللہ علیہ
البریلوی
ضیاء القرآن پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور

انوارِ رضا

رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ——— انوارِ رضا

صفحات ——— ۷۷۶

سائز ——— ۲۰ × ۳۰ / ۸

طباعت ——— آفسٹ

مطبع ——— کارواں پریس، لاہور

باراول ——— ۱۵ر ذیقعد ۱۳۹۷ھ

باردوم ——— اگست ۱۹۸۶ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ

قیمت ——— ۳۰۰/- روپے

ناشر ——— ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ۲ فون نمبر: ۷۲۲۱۹۵۳، ۷۲۲۵۰۸۵

ہر کس کہ کمالِ اولیاء را نہ شناخت — ایں نعمتِ خاص بے بہا را نہ شناخت
پس شکر نگفت و حبِ ایشاں نگزید — می داں بہ یقیں کہ او خدا را نہ شناخت

بہت غور و فکر کے بعد ہم نے اسی لئے یہ پیشکش کی ہے عارفین و عاشقین عارف باللہ سے کہ وہ امام احمد رضا کی سیرت مقدسہ خالص اس انداز میں مرتب کریں جیسی کہ "تذکرۃ الاولیاء ہے" "سیرۃ فخر العارفین شریف ہے۔ یا جیسا کہ صوفیہ کی پاک زندگیوں پر اکثر تذکرے تحریر میں لائے گئے ہیں۔ صوفیہ کی زندگی پر کسی کامل صوفی و ولی کو ہی لکھنا چاہیئے یہ عالم کا کام نہیں۔ سلوک کا راستہ ہی دوسرا ہے عشق رسول ﷺ و جذب الٰہی میں جن کیفیات سے خود صاحب سلسلہ کو گذرنا پڑتا ہے وہی بہتر جان سکتا ہے کہ مذکور کا مقام القا کتنا ارفع و افضل ہے۔ صوفی کی نظر سے حجابات الٰہی اٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے وہی خود بہتر اندازہ لگا سکتا ہے اور بہتر طور پر اپنے سے افضل صاحب مقام حضرات کی پاک زندگیاں پیش کر سکتا ہے تصوف کا علم قیاس پر مبنی نہیں بلکہ یقین کی بنیادوں پر قائم ہے۔ اس لئے سلسلہ قادریہ رضویہ برکاتیہ کے بزرگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کا تذکرہ صرف خالص علمی انداز میں مرتب نہ کریں بلکہ صوفیانہ زندگی کو بھی پیش کریں اور تمام محاسن و مناقب کا کما حقہ جائزہ لیں تب ہی بات قارئین کی سمجھ میں آئے گی کہ ایسے دور ابتلاء میں بھی کیسے کیسے قطب وقت چھپے بیٹھے تھے۔ دنیا انہیں مقتدر علمائے دین سے جانتی تھی لیکن باطن میں کیسے فنا فی اللہ باقی باللہ تھے۔

حضرت امام احمد رضا خالص قادریہ سلسلہ کے بزرگ ہیں۔ آپ کی عالمانہ شخصیت تو اظہر من الشمس ہے لیکن آپ کی صوفیانہ زندگی ادب و احترام رسول و اولیاء اللہ بھی جانتے ہیں۔ ان پہ خوب ظاہر ہے۔ آپ نے حضرت غوث الاعظم پیران پیر حسنی حسینی غوث الصمدانی قطب ربانی محبوب سبحانی، مقبول ہر دو جہانی شیخ سید نا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، کی تعلیمات پر بصدق دل عمل کیا ہے اور غایت درجہ احترام بھی کیا ہے۔ آپ تادم زیست بغداد کی سمت یا مدینہ کی طرف یا کعبہ کی جانب پیر پھیلا کر نہیں بیٹھے۔ آپ نے مجلس قطب ربانی سے بہت کچھ روحانی فیض حاصل کیا جیسا کہ پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ اے عالم ہزار مہینوں کا راستہ طے کر کے آتا کہ تو مجھ سے ایک قول سنے اور جب تو یہاں آئے تو اپنے عمل، زہد، پارسائی اور احوال پر نظر نہ رکھے۔ تاکہ تو مجھ سے اپنا نصیب لے سکے۔ میری مجلس میں ملائک اولیاء اور غیب کے لوگ آتے ہیں تاکہ وہ مجھ سے بارگاہ کبریا میں تواضع کے آداب سیکھیں۔ حق تعالیٰ نے کوئی ولی پیدا نہیں کیا جو بصورت زندگی جسمانی اور بصورت موت رُوحاً میری مجلس میں شریک نہ ہوا ہو۔ آپ کے آداب آپ کا نصیب آپ کا مقام ولایت اور جو کچھ بھی آپ کو مقام جلیلہ ملا ہے وہ صاحب سلسلہ کی دُعاؤں اور برکتوں کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ حضرت پر حضرت غوث اعظمؓ کی بڑی نظر تھی اس لئے نہیں کہ وہ بہت بڑے عالم تھے بلکہ اس لئے کہ وہ بزرگوں کا حد درجہ ادب کرتے تھے اور سر نیاز جھکا دیا کرتے تھے تمام علمائے دین اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں اور گرہ میں باندھ لیں کہ جسے بھی ملا ہے اور جو کچھ بھی ملا ہے وہ سب ادب کا نتیجہ ہے تواضع و انکساری کا پھل ہے اپنے آپ کو اتنا ذلیل و حقیر سمجھئے کہ لوگ آپ کا مذاق اڑانے لگیں۔ ایسے گمنام رہیئے کہ پڑوسی بھی نہ جاننے پائیں کہ آپ مقبول بارگاہ ہیں۔ ایک دوسرے سے حسد و رقابت چھوڑیئے اور جیسا صاف اور سیدھا راستہ خود ہمارے امام نے طے کیا ہے بالکل ویسی ہی زندگی گذار یئے تب جا کر آپ کو بشارتیں نصیب ہوں گی۔ اور تب آپ مجلس رسول ﷺ میں شمولیت کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔ علم عمل کے لئے ضروری ہے۔ پاک زندگی گذارنے کے لئے شاہراہ کا کام دیتا ہے لیکن اسے غرور نفس کیلئے استعمال کرنا اور ایک خلقت کو ذلیل و خوار کرتے پھرنا اہل اللہ کا مسلک نہیں ہے اسی لئے غالباً کہا گیا کہ دین میں اخلاص اتنا ہی ضروری ہے جیسا کہ بیعت میں عقیدت علمائے شہرت پسند کیلئے حضرت خواجہ خواجگان کا قول ہے "بہتے پانی کی آواز سنتے ہو کیسے شور برپا کرتی ہے مگر جونہی دریا میں پہنچتی ہے خاموش ہو جاتی ہے۔ خاموشی بھی بڑی نعمت ہے کاش نام و نمود کے متوالے ریاکار اشخاص اس قول جمیل سے سبق حاصل کریں۔ سالک کو تو اپنے پیر سے نسبت رکھنا

چاہیئے لیکن دوسرے بزرگوں سے بھی اسی طرح احترام و عقیدت سے پیش آنا چاہیئے جس طرح اپنے سلسلے کے بزرگوں سے عقیدت رکھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اپنے پیر و مرشد کی حد درجہ تعظیم کیا کرتے تھے اور آپ کے روضۂ اقدس پر بہت پراثر عالمانہ و صوفیانہ تقریر کیا کرتے تھے جب سجادہ نشین صاحب نے ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سے رکھوالی کے لئے دو کتوں کی فرمائش کی تو اعلیٰحضرت اعلیٰ النسل کے دو کتے خانقاہ عالیہ کی دیکھ بھال کیلئے بذات خود دے آئے اور فرمایا کہ حضرت ان کتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے یہ سارا کام کاج کریں گے اور رات کے وقت رکھوالی بھی جانتے ہیں یہ دو کتے کون تھے آپ کے دونوں صاحبزادگان، جن میں سے ایک حضرت قبلہ مفتی اعظم ہند تھے۔ اور دوسرا تو زمانہ ہوا غریق رحمت ہو گئے ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس سلسلہ میں بھی ہوں پیر و مرشد کے انتخاب سے قبل یا بیعت کرنے کے بعد پورے خلوص و دیانت داری کے ساتھ خدمت بیر بجالانا چاہیے۔ شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا چاہیئے صوم و صلوۃ و تزکیہ نفس و مجاہدہ کی حتی المقدور سعی پیہم کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ آدمی کی جان میں جان ہے اور یہی بیعت ہے اب سوال یہ ہے کہ بیعت کسے کہتے ہیں۔ بیعت کہتے ہیں مرشد کے ہاتھ پر بک جانے کو مرید بیعت کے بعد خریدا ہوا غلام ہے اس کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ فردوسی سلسلہ کے بہت ہی جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں۔ آپ کے مکتوبات تصوف کی تعلیمات کی شاندار عکاسی کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے مرید حج سے واپس جہاز میں آرہے تھے، جہاز راستہ ہی میں آندھی کی نذر ہو گیا اور طوفانی موجوں سے گرداب ہلاکت میں پھنس کر پاش پاش ہو گیا۔ مرید سمندر میں غرق ہونے لگے اچانک حضرت خضر علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا کہ ہمارے ہاتھ میں ہاتھ دیجئے۔ آپ کو سمندر کی غرق کر دینے والی لہروں سے بچاتے ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا میں یہ ہاتھ ہرگز نہ دوں گا۔ اس لئے کہ میں اپنے شیخ کے ہاتھوں میں دے چکا ہوں کہنے لگے حضرت ڈوب جاؤ گے تب مرید صادق نے کہا پرواہ نہیں ہے۔ ہم اصحاب حسین رضی اللہ عنہ کی طرح ہمت و استقلال کا ثبوت دیں گے۔

حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور پھر حضرت شیخ یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہوئے اور اپنے مرید کو پانی سے نکالا اور ساحل پر پہنچایا۔ یہ محض من گھڑت باتیں نہیں ہیں۔ آپ کا معاملہ اگر اپنے شیخ سے استوار ہو۔ عقیدہ مضبوط ہو تو یقیناً امداد غیبی ملتی ہے۔ مدد کرنے والا چاہے شیخ نہ رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ جو تمام جہانوں کا پالنے والا اور مصیبت کے وقت ان کی مدد کرنے والا ہے۔ یقیناً آڑے وقتوں میں محض اپنے دوستوں کی لاج رکھنے کیلئے سفر و حضر میں، دکھ و درد میں، ابتلاء و آزمائش میں، زندگی کے ہر سانحہ ہر موڑ پر مدد فرماتا ہے۔ مگر اولیاء اللہ کی پہچان کہاں ہے لوگوں کو۔ اللہ نے اپنے خاص بندوں کو بہت چھپا رکھا ہے۔ اولیائے متاخرین و سابقین اپنی ولایتوں کو بوقت ضرورت ظاہر کیا کرتے تھے۔ لیکن آج تمام ولیوں کو بے پردگی کا حکم نہیں ہے۔ وقت پڑنے پر بھی کرامتیں ظاہر نہیں ہوتیں۔ ہوتی بھی ہیں مگر پہچانی نہیں جاتیں۔ دیگر دلیلیں و علتیں ایسی نمایاں ہوتی ہیں کہ دست غیب ثابت نہیں ہوتا۔ اعلیٰ حضرت کی زندگی میں بیشتر کرامتیں ظاہر ہوئیں مگر کسی کے بات سمجھ میں آئی اور کوئی محض شمس العلماء کہہ کر رہ گیا اصل میں بقول امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں۔ جو چیزیں کہ اولیاء اللہ کی معرفت سے روکتی ہیں۔ ان میں سے اشد حجاب شہود و مماثلت و مشاکلت ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا حجاب ہے۔ اس پردے سے اللہ تعالیٰ نے اکثر اولین و آخرین کو چھپایا ہے حکمت الٰہیہ اس کی مقتضی ہے کہ اولیاء میں سے کسی کے اعتقاد پر ساری خلق کا اتفاق نہ ہو۔ اور اس میں ایک سر خفی ہے کہ اگر ساری خلق اس ولی کی مصدق ہوتی تو تکذیب مکذبین پر صبر کرنے کا اجر اسے کیونکر ملتا۔ جو شخص کسی شخص معین کی تکفیر کرتا ہے گویا وہ اس بات کی خبر دیتا ہے کہ انجام اس کا آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کو آگ میں رہتا ہے۔ شہود و مماثلت و مشاکلت نے اکثر علمائے دین کو مجتہد زمانہ امام عالی وقار کے مزاج عارفانہ کو سمجھنے نہ دیا اور ان کے معاصرین نے ان کا جب بھی موقعہ ملا مذاق بھی خوب اڑایا۔ گالیاں بھی خوب دیں اور لعنت و ملامت بھی جی بھر کر کی۔ ایک مرتبہ آپ کے مرید و حبیب نے آپ سے پوچھا کہ آپ غیر مقلدین کو برا بھلا کیوں لکھتے ہیں اور انہیں برانگیختہ کر دیتے ہیں کہ وہ آپ ہی کو گالیاں دینے لگ جاتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا میاں میں چاہتا بھی یہی ہوں کہ دشنام طراز، کینہ جو، بد خصلت اور بد مذہب لوگ میرے، آقا و مولا فخر موجودات سید السادات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے ذہن